سوال

(105) عشرہ محرم پر تفصیلات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عشرہ محرم میں اگر کوئی شخص سنی المذہب بلا تخصیص وتعین تاریخ ویوم اہل محلہ واحباب کی محفل منعقد کروا کر شہادت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے صحیح صحیح حالات خود پڑھ کر سنائے۔ یا کسی دوسرے لائق آدمی سے سنوائے۔ تو یہ جائز ہو گا یا نہ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صحیح واقعات کا سننا کسی طرح ناجائز نہیں مگر چونکہ زمانہ ہذا میں اس فعل کی شکل بہت کچھ متغیر ہو کر بدنما ہو چکی ہے۔ اس لئے ان ایام میں کوئی مجلس اس غرض سے نہ کرنی چاہیے۔ جیسے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا سورة البقرة ١٠٤ (یعنی رَاعِنَا مت کہا کرو۔ اور انظُرْنَا کہا کرو)۔ حالانکہ رَاعِنَا اور انظُرْنَا کے معنی ایک ہی ہیں۔ مگر چونکہ راعنا یہودی بولتے اور برے معنی مراد لیتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے روک دیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کام اپنی شکل سے کسی ناجائز شکل میں آ گیا ہو اس کو بالکل بند کر دینا چاہیے۔ واقعات شہادت کا صرف حاصل کرنا ہو تو سوائے محرم کے بھی کر سکتے ہیں۔ پھر محرم میں ایسی مجلس کی کیا ضرورت ہے۔ عشرہ مہرم میں اہل وعیال پر فراخی کرنے کے متعلق ایک ضعیف سی روایت آئی ہے۔ سو اس کو واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ حضرت موسیٰؑ کی فرعون سے خلاصی پانے کی وجہ سے بطور خوشی کے ہے۔ نہ بطور ماتم کے مسلمانوں نے اس تہوار کو کچھ ایسا مرکب تیار کیا ہے۔ کہ بظاہر تو گم دکھاتے ہیں۔ مگر کام خوشی ک کرتے ہیں۔ اس لئے متبع سنت آدمی کا فرض ہے۔ کہ اس مہینے کی جملہ رسومات کو یک قلم روکنے کی کوشش کرے۔

شعیہ اور محرم

محرم کے کربلائی واقعات نے جس قدر شہرت حاصل کی ہے۔ دوسرے واقعات اس قدر شہرت نہیں پاسکے۔ ابتداء میں تو اس شہرت کی غرض وغایت سیاست عباسیہ تھی۔ جسے بنو امیہ کو مغلوب کرنا مقصود تھا۔ اس کے بعد اس نے فرقہ شعیہ کے زریعے مزہبی رنگ اختیار کر لیا۔ جس میں زمین وآسمان کے وہ قلابے ملائے گئے کہ بے ساختہ الامان والحفیظ منہ سے نکلتا ہے۔ اتنے مبالغے کیے گئے ہیں کہ محققین کو تحقیق کرنے میں بڑی دقت پیش آئی۔

چنانچہ علامہ ابن خلدون واقعہ کربلا پر پہنچے تو اپنی کتاب کے دو تین صفحے خالی چھوڑ دیے۔ گویا یہ کہہ کر چھوڑے کے مجھے کوئی صحیح واقعہ نہیں ملا۔ جس کو ملے وہ یہاں درج کر لے۔

ہندوستان میں یہ سب شوروغل ایران سے ہمایوں بادشاہ کی معرفت پہنچا۔ اس کے بعد واجد علی شاہ نے اس کو ترقی دی۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ بے شک اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ایک دردمند مسلمان کے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے۔ فلیبک عل الاسلام ن کان باکیا تعزیہ فی نفسہ جو کچھ ہے۔ وہ مسلمان کے دل کو دکھانے کے لئے کافی ہے۔ پھر اس کو بازاروں میں لئے پھرنا اور یوں پنجتن کے نعرے لگانا۔

''پنجتن نعرے پنجتنی اک نعرہ حیدری یا علی یا علی''

اس کے علاوہ ایک رسم مہندی کی ہے۔ معلوم نہیں امرتسر کے سوا اور جگہ بھی نکلتی ہے یا نہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ میدان کربلا میں امام قاسم کا نکاح رچایا گیا۔ ساتھ محرم کو اس کو مہندی لگائی گئی۔ یہ یادگار بھی بشکل جلوس منائی جاتی ہے۔ چنانچہ 2 دسمبر کو امرتسر میں مہندی کا جلوس نکلا۔ اور بڑے بڑے بازاروں کا گشت لگا کر گھر جا بیٹھے۔ اس کے بعد دسویں محرم عاشورہ کے دن بھی تعزیوں کے ساتھ بہت بڑا جلوس نکلا۔ دونوں دن خیریت سے گزر گئے خطرہ تو بہت تھا مگر پولیس کے کافی انتظام سے خطرہ ٹل گیا۔

شیعہ سنی دوستو!

کیا یہی تعلیم اسلام ہے۔ ؟ لطف یہ کہ ایسی رسوم قبیحہ کو بجائے بند کرنے کے اور مزید قوت دی جاتی ہے۔ اور اس کو مزہبی شکل میں یادگار بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ اخبار شیعہ میں ایک مضمون نکلا ہے۔ جس میں مضمون نگار نے علمی جوہر دکھا کر اپنے دین ویانت کا پورا مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ مضمون نمبر وار درج زیل ہے۔

''عقلائے زمانہ نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے۔ کہ ہر چیز جو اپنی صلاحیتوں کے قابل قدر خصوصیتوں کے سبب سے دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا نام چھوڑ جائے۔ یا ایسے کارنمایاں کر جائے۔ جو آئندہ نسل انسانی کے لئے سبق دینے والے ہوں تو وہ اس کی حقدار ہے۔ اس کی یاد ہمیشہ تازہ رکھی جائے۔ اس میں کسی مذہب وملت کی تفریق بھی نہیں ہے۔ ایک دریا دل صاحب جود وسخا انسان اپنی خصوصی صفت کے باعث انسان کی محبت کا باعث ہوتا ہے۔ ایک سچائی پر جان دینے والا پر جگر شخص ہر انسان کی عقیدت کا مرکز بن جاتا ہے۔ ایک نیک دل خوش اخلاق آدمی کی ہر ایک تعریف کرتا ہے۔ یہ تمام انسانی اوصاف ہیں جس کا قدردان ہر انسان ہے۔

اسی طرح غیر انسان جاندار مخلوق میں امتیازی صفات ہر شخص کی توجہ کا باعث ہوسکتے ہیں۔ مہذب اور متمدن جماعتیں یادگار قائم کرتی ہیں۔ اور یاد تازہ رکھتی ہیں۔ ان جانوروں کی بھی جو کسی اہم واقعے میں کوئی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ مذہبی روایات میں اصحاب کہف کے کتے کا قرآن مجید تک میں زکر موجود ہے۔ اور وہ بھی انہیں امتیازی خصوصیتوں میں شریک کیا گیا۔ جو ''اصحاب کہف کے لئے حاصل ہیں''

(شیعہ لاہور محرم نمبر 1326ھ ص46)

نقض اجمالی

علم مناظرہ میں ایک اصطلاح ہے۔ جس کو نقض اجمالی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کسی مدعی کی دلیل کو بایں طریق توڑا جائے کہ فلاں جگہ متخلف ہوجاتی ہے۔ اس لئے اس میں تقریب تام نہیں ہے۔ یہاں اس کا اجراس طرح ہے۔ اگر ایسی یادگاریں بنانا ضروری ہے۔ تو کیا آئمہ اہل بیت نے بھی ایسا کیا تھا۔ مگر نہیں کیا تو ان کو عقلاً دین داروں میں شمار کریں گے یا نہیں۔ انھوں نے اس عقلمندی اور دین داری کو کیوں چھوڑا اور اگر نہیں چھوڑا اس پر عمل کیا تو اس کا ثبوت دیجئے۔ اصحاب کہف کا زکر قرآن مجید میں ان کی تعلیمی حیثیت سے ہے۔ کہ انھوں نے ایسا کیا اور ویسا کیا۔ آپ کو اس سے کون منع کرتا ہے۔ کہ جو واقعات صحیحہ کتابوں میں درج ہیں ان کو اصحاب کہف کے قصے کی طرح غور سے پڑھیں۔ چاہے محرم کا مہینہ ہو یا رمضان کا یہ تو نہ کریں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کی نقلیں بازاروں میں پھرایئں۔ جس کی وجہ سے ملک میں فساد ہو۔

شیعہ مصنفو!

قیاس کرتے ہوئے مقیس مقیس علیہ میں مشابہت بھی تو دیکھا کرو۔ کیا قرآن کے نزول کے وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں کے کسی طبقہ نے اصحاب کہف یا ان کے کتے کے سوانگ بھرے۔ جیسا کہ آج تعزیوں کے بھرے جاتے ہیں۔ کہتے ہوئے کچھ تو سوچا کرو کہ کیا کہتے ہو۔ آخر خدا کے سامنے جانا ہے۔ وہاں جا کر زرہ زرہ کا حساب دینا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ اہل بیت کے سچے تابعداروں کو یہ کہنے کا موقع ملے۔

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

دوسرا نمبر اس سے بھی عجیب تر ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے۔

''کربلا کا اہم واقعہ جو 61ھ سمہ میں دسویں محرم کو رونما ہوا وہ اپنے نتائج کے اعتبار سے تمام دنیا کی تاریخ کا ایک اہم سبق آموز صحیفہ ہے۔ جہاں تمام انسانی صفات وخصائل عملی طور پر پیش کیئے گئے۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دم توڑتی ہوئی انسانیت کو نئے سرے سے زندہ کردیا۔ اور انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیا۔ اور اپنی جان دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ نمونہ قائم کردیا۔ جس کی پیروی ہمیشہ کے لئے معیار انسانیت رہے گی۔ پس ایسے اہم واقعہ کی یادگار قائم کرنا ہر اس صورت سے جو اس واقعہ کی یاد باقی رکھنے میں مفید ثابت ہوسکے ایک اہم انسانی فرض ہے۔'' (حوالہ مذکور)

اہل حدیث

اس موقعہ پر ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کے داماد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ زوالنورین داماد رسول الثقلین ﷺ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات شہادت کا کیا کم اندوگھیں اور نتیجہ خیز ہیں۔ کہ ان کی یادگار نہ منائی جائے۔ ہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بے یادگار کیوں چھوڑا جائے۔ حالانکہ وہ بھی شہید ہوئے ہیں وہ کونسی مزیت ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ رکھی گئی۔ اور باقی سب کو بھلا دیا گیا۔ کیا اس کی بابت کوئی حدیث یا اہل بیت سے کوئی روایت آئی ہے۔ قُل هاتوا بُرهـٰنَكُم إِن كُنتُم صـٰدِقينَ
٦٤ سورة النمل

ہماری رائے

نہ صرف ہماری بلکہ تمام اہل حجاز (مکہ مدینہ والوں) کی ابتداء سے آج تک یہی رائے ہے کہ واقعہ کربلا کو بالکل بھلا دیا جائے کیونکہ زمانہ خلافت میں بھی اس کی یادگار تازہ نہیں کی گئی۔ یہ سب تیمور بادشاہ کی ایجاد ہے۔ اس قسم کے واقعات کی یادگار کی شکل میں دکھانا امت مسلمہ کو بدنام کرنا ہے۔ پس ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ جتنے اصحاب رضوان اللہ عنہم اجمعین اللہ کے راستے میں واصل بحق ہوئے ہیں ان کی نسبت یہی کہنا بجا ہے۔ (اہل حدیث 18 محرم 1366 ہجری)

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص311-314

محدث فتویٰ